وارث کا حق ہو' یتیم کا مال ہو' قرض دار کا قرض ہو' امانت رکھنے والے کی امانت ہو' اہلیت رکھنے والے کے لئے منصب اور عہدہ ہو' کوئی چیز ہو اور کوئی صورت ہو' لیکن جو جس کا حق ہے اور جو جس کا اہل ہے' وہ اسے ملنا چاہئے۔ "۴۴

پھر وہ اقتدار و منصب جو سپرد کیا جاتا ہے اس کی حیثیت بھی امانت کی ہوتی ہے' لہٰذا اس کا استعمال جس طرح کیا جانا چاہئے اس کی تعلیم سورۃ النساء والی محولہ آیت کریمہ کے مذکورہ جملہ کے بعد ہی متصلاً اس طرح دی گئی کہ :

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (النساء۔۵۸)

"اور جب لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے لگو تو عدل و انصاف سے فیصلے کرو۔"

(ج) ایک روایت ہے کہ "قیامت کے دن اللہ کے حضور انسان کے اعمال آئیں گے' نماز حاضر ہوگی اور کہے گی کہ "اے رب' میں نماز ہوں" اللہ فرمائے گا کہ تو خیر کے مرتبہ پر ہے' پھر صدقہ اور روزہ آکر یہی کہیں گے اور ان کو بھی یہی جواب ملے گا' پھر چند اور اعمال صالحہ۔ اور ہر ایک کو اسی طرح کا جواب ملنے کا تذکرہ فرمانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

ثم يجیء الاسلام فيقول يارب انت السلام وانا الاسلام فيقول الله تعالى انك على خير' بك اليوم آخذ وبك اعطى ------ قال الله تعالى فى كتابه "وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ"

"پھر اسلام آئے گا اور کہے گا کہ اے رب' تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں' اللہ فرمائے گا تو خیر کے مرتبہ پر ہے' آج کے دن تجھ ہی کو میزان بنا کر میں لوگوں سے مواخذہ کروں گا اور تجھ ہی کو معیار بنا کر انعامات سے نوازوں گا۔---- چنانچہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ "جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کا طالب ہو گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا' اور ایسا شخص آخرت میں خسارہ پانے والوں میں ہو گا۔"

اس روایت میں ایک آیت کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ یہ بھی قرآن کی اسی طرح تفسیر و تشریح ہے' جس طرح اس کے پیشتر کی مذکورہ روایات ہیں۔ منشا یہ ہے کہ محض' نماز' روزہ وغیرہ

چند جزوی اعمال صالحہ پر اکتفا کر لینے کا نام اسلام نہیں ہے' بلکہ اسلام "دین" (زندگی گزارنے کا طریقہ) ہے' لہٰذا پوری زندگی اسلام کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہونی چاہئے۔

یہ تو چند مثالیں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی تفسیروں کی' رہیں عملی تفسیریں' تو یہ ندائے صلوٰۃ اور کلماتِ اذان' یہ وضو' یہ مسح علی الخفین' یہ نمازیں اور ان کی ہیئتیں اور نماز پنج گانہ کی یہ رکعتیں اور ان رکعتوں میں پڑھی جانے والی چیزیں' یہ صلوٰۃِ قصر اور نمازِ عیدین' یہ زکوٰۃ اور اس کے نصاب اور قابل زکوٰۃ اموال کی تفصیلات' یہ طہارت اور اس کے آداب و شرائط' یہ نماز جنازہ اور تکفین و تدفین' یہ قربانی اور یہ مناسکِ حج وغیرہ سب قرآن کی وہ عملی تفسیریں ہی تو ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں۔

یہ تھی عہدِ رسالت میں تفسیر قرآن کی نوعیت' یعنی عام طور پر تو صورت حال یہ تھی کہ مجلسی گفتگوؤں اور خطبوں میں درس قرآن کی طرح ایسا نہیں ہوتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے قرآن کے کسی رکوع کی تلاوت فرماتے اور پھر اس کے مطالب و مفاہیم ارشاد فرماتے' لیکن ہر مجلسی گفتگو اور ہر خطبہ میں ایسے دلکش اسالیب سے ایک یا چند آیات کے ایسے گوشوں کی طرف رہنمائی فرمائی جاتی جن تک عام عقول کی رسائی تو کجا' بڑے بڑے صاحبانِ معارف کے اذہان بھی منتقل ہونے سے درماندہ ہیں' اور یہی وجہ ہے کہ بے شمار ایسی حدیثیں ہیں جن کا مرجع قرآن ہی کی کوئی نہ کوئی آیت ہے لیکن ہم اپنے قصورِ فہم کے سبب اس مرجع تک نہیں پہنچ پاتے یعنی متعین طور پر یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ حدیث و سنت دراصل فلاں آیت پر مبنی ہے اور اس کے اس گوشے کا سبق دے رہی ہے' اور اگر کسی آیت کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت محسوس فرمائی تو اس کی تلاوت فرما کر نہایت دل نشیں انداز میں خدا کی مراد و منشا بتا دی گئی یا کسی کو کسی آیت کے بارے میں کوئی اشکال پیش آیا تو اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر اپنی تشفی کر لی' اور وہ آیات جن کا تعلق عمل سے ہے' تو ان کی وضاحت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے عمل سے فرما دی۔

(جاری ہے)

مضمون کے حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

حواشی

۳۵۔ آل عمران : ۱۶۴

۳۶۔ سورۃ النحل : ۴۴

۳۷۔ شاطبی (ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ م ۷۹۰ھ) الموافقات فی اصول الاحکام۔ ج ۴ ص ۵ مطبوعہ مصر ۱۳۴۱ھ

۳۸۔ سورۃ النساء : ۱۰۶

۳۹۔ ابن الربیع الشیبانی م ۹۴۴ھ۔ تیسیر الوصول الی جامع الاصول من حدیث الرسول ج ۴ ص ۲۸ مطبوعہ مصر ۱۳۴۶ھ بحوالہ صحیح مسلم و ترمذی

۴۰۔ "تمہارے رب نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم مجھے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔" (سورۃ المومن : ۶۰)

۴۱۔ صحیح بخاری۔ کتاب العلم

۴۲۔ صحیح بخاری۔ کتاب العلم

۴۳۔ سورۃ النساء : ۵۸

۴۴۔ ترجمان القرآن، جلد اول، ص ۳۷۵۔ مطبوعہ زمزم کمپنی لمیٹڈ، لاہور ۱۹۴۷ء

آسان اردو ترجمہ قرآن کریم

ہر لفظ کا جدا جدا اور سلیس ترجمہ ⊙ ہر سطر مکمل

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⊙

أُولَٰئِكَ	عَلَىٰ	هُدًى	مِّن	رَّبِّهِمْ	وَأُولَٰئِكَ	هُمُ	الْمُفْلِحُونَ
وہی لوگ	پر	ہدایت	سے	اپنا رب	اور وہی لوگ	وہ	کامیاب

وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں، اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔

○ برصغیر پاک و ہند میں تینوں مکاتب فکر اہل سنت و الجماعت دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث علماء کا پہلا مشترکہ اور متفق علیہ ترجمہ

○ معمولی خواندہ بھی گھر بیٹھے کسی استاد کے بغیر اس کی مدد سے قرآن کریم سیکھ سکتا ہے۔

تین صورتوں میں دستیاب ہے: جدا جدا پاروں کا سیٹ ۲۷۰ روپے ● دس دس پاروں کی تین جلد کا سیٹ ۲۵۵ روپے ● ایک مکمل جلد ۲۴۰ روپے

اساتذہ اور طلباء کے لئے خصوصی رعایت

مسلم اکادمی ۱۸/۲۹ محمد نگر علامہ اقبال روڈ لاہور ۵۴۰۰۰

مسائل و افکار

مذاہبِ اربعہ کے اختیار میں شاہ ولی اللہؒ کی رائے

(از : محمد عبداللہ صالح، لیکچرر گورنمنٹ کالج بھکر)

اللہ تعالٰی نے انسان کو اس دنیا میں بھیجا تو اس کی رہنمائی کے لئے انبیاء و رسل کا سلسلہ بھی جاری فرمایا جو ہر زمانے میں انسان کی راہنمائی اور ہدایت کے لئے کوشش کرتے رہے، جیسا کہ فرمایا گیا : "وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ" اسی طرح ان کو اللہ تعالٰی نے اپنی کتب بھی عنایت فرمائیں کہ لوگ اس کے مطابق عمل کریں۔ دین اور مذہب کا جذبہ چونکہ انسان کی جبلت میں ہے اور اس نے "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" کے جواب میں اقرار بھی کیا اس لئے دین و مذہب کا وجود لازمی و ضروری ہے۔

زمانہ جب ماہ و سال کا سفر طے کرتا رہا اور اپنے انجام کے قریب پہنچ گیا تو اللہ نے اپنا آخری رسول ﷺ مبعوث فرمایا اور اس کے دین کو قیامت تک کے لئے اپنا دین مقرر فرمایا اور اس سلسلہ کو مکمل کر دیا۔ ارشادِ الٰہی ہے :

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ : ۳)

یعنی اللہ تعالٰی نے دین اسلام کو پسند فرمایا۔ اس لحاظ سے اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور یہ زندگی کے ہر پہلو کو حاوی ہے، چاہے وہ سیاسی ہو، معاشی ہو، معاشرتی ہو یا قانونی، بلکہ زندگی کے ہر لمحے کے لئے اس میں راہنمائی اور ہدایت موجود ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں قرآن مجید کے منشاء کو آپؐ خود واضح فرماتے اور آپ ﷺ کا اپنا عمل اور قول بھی گویا قرآن ہی تھا۔ آپؐ کے وصال کے بعد جب نئے حالات پیش آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن و سنت سے استدلال کر کے ان

مسائل کو حل کیا اور جہاں ان مآخذ سے واضح جواب نہ ملا خود اجتہاد کیا۔

اس کے بعد کے زمانے کے لئے بھی یہی سنت رہی اور جوں جوں نئے حالات پیش آتے گئے ان کا حل علماء کرام نے قرآن و سنت کے مطابق پیش کیا کیونکہ دین میں اس قدر وسعت شروع سے ہی موجود ہے۔ اب ائمہ اور فقہاء کے درمیان مختلف آراء کی بنا پر اختلاف ہونا بھی یقینی امر تھا مگر وہ خود بھی اور عوام بھی مستند آراء کو درست خیال کرتے اگرچہ وہ ان کے اپنے اجتہاد کے خلاف ہی ہو۔ مگر جب انحطاط کا دور آیا تو اجتہادی بصیرت اٹھ گئی اور تقلید کا دور شروع ہو گیا جو آج تک جاری ہے۔ آہستہ آہستہ اس میں تعصب اور سختی گھس آئے اور مختلف مسالک کے لوگ ایک دوسرے کو گمراہ تصور کرنے لگے اور اس کا واضح اظہار ہونے لگا۔ مختلف اوقات میں اہل بصیرت علماء کرام نے اس تاثر اور تعصب کی مخالفت کی اور اس کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ ایسے ہی علماء کرام میں سے ایک بہت ہی معتبر نام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ہے جنہوں نے مشہور مذاہبِ اربعہ کی حقانیت واضح کی اور ان مسالک کے اختیار میں تعصب کو ختم کرنے کی کسی حد تک کامیاب سعی و کوشش کی، جس سے مذاہب اربعہ میں تطبیق کی ایک صورت پیدا ہو گئی۔ ذیل میں شاہ ولی اللہؒ کے اسی کارنامے کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

دورِ انحطاط میں علماء امت نے جب اجتہاد کی راہ ترک کر دی اور گزشتہ مذاہب اربعہ کی تقلید اس انداز سے کی کہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور یہ اختلافات جب علماء سے عوام میں منتقل ہو گئے تو ظاہر ہے اس نے بہت تشویش ناک صورت حال اختیار کر لی اور لوگوں میں مذہبی تشدد اور تعصب پیدا ہو گیا۔ اس زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے عملی اقدام کیا، چنانچہ آپ نے مذاہب اربعہ کے اختلاف کے بارے میں تحقیق کی اور ان میں تطبیق کرنے کی سعی اور جدوجہد کی۔ آپؒ نے اس سلسلہ میں ایک کتاب "الانصاف فی بیان سبب الاختلاف" لکھی اور اسی طرح "حجتہ اللہ البالغہ" میں بھی ایک مکمل باب اختلاف کے اسباب کے متعلق لکھا۔ آپؒ نے فرمایا :

> "ائمہ کا اختلاف صحابہؓ و تابعین کے اختلاف پر مبنی ہے کیونکہ ہر صحابیؓ و تابعیؒ نے نصوص کے علاوہ اجتہادی مسائل میں اپنی رائے بیان کی اور فقہاء نے دلائل کی بنا

پر کسی ایک صحابی یا تابعی کے عمل کو اختیار کیا۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ذخیرۂ احادیث کی عدم دستیابی کی وجہ سے ایک نے رائے قائم کی، جب حدیث مل گئی تو دوسری رائے قائم کرلی"۔[۱]

شاہ صاحبؒ کے نزدیک مذاہب اربعہ برابر ہیں کیونکہ آپؒ حرمین شریفین میں حنفی اساتذہ کے علاوہ مالکی اور شافعی اساتذہ سے بھی مستفید ہوئے۔ آپ کو روحانی طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تین باتوں کا حکم ہوا۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ مذاہب اربعہ اختیار کرو کیونکہ یہ چاروں حق پر ہیں چنانچہ "فیوض الحرمین" میں آپؒ نے لکھا ہے :

"وثانيها الوصاة بالتقليد بهذا المذاهب الاربعة لا اخراج منها"[۲]

اس لئے شاہ صاحب نے مذاہب اربعہ میں تطبیق کی پوری کوشش کی۔

المسویٰ اور المصفیٰ میں آپ نے مذاہب اربعہ کے علاوہ دیگر ائمہ کے اقوال بھی بیان کئے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی خواہش یہ تھی کہ مذاہب اربعہ کے درمیان پائے جانے والے اختلافات کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا :

"کیونکہ حنفی مذہب کو قبول عام حاصل ہے اور ان کی تصانیف بھی بے شمار ہیں اور ان کے ماننے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہے اس لئے جو بات اس وقت ملأِ اعلیٰ کے علوم سے موافقت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں مذہبوں یعنی حنفی و شافعی کو ملا کر ایک کر دیا جائے اور ان کی تمام باتوں کو قائم رکھا جائے جو ان میں اور حدیث کی دیگر کتب میں مشترک ہیں اور ان تمام باتوں کو رد کر دیا جائے جن کی کوئی حدیث نہ ہو اور جن کی کوئی اصل سرے سے فراہم ہی نہ ہو سکے۔"[۳]

یہ کوشش حضرت شاہ صاحبؒ کا ایسا کارنامہ ہے کہ جس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر بہت فضل فرمایا۔ آپؒ نے "فیوض الحرمین" میں لکھا ہے :

"مجھ پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ میرے متعلق اللہ کی مراد یہ ہے کہ امتِ مرحومہ کے مختلف ٹکڑوں کو میرے ذریعے جمع کر دے۔ اس لئے فروعی مسائل میں قوم کی مخالفت سے باز نہ رہنا حق کے منافی ہے۔ اس کے بعد میرے سامنے ایک نمونہ یہ ظاہر ہوا کہ فقہ حنفی کے ساتھ سنت کی تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے

اقوال میں سے کسی ایک کا قول لیا جائے' ان کے عام حکموں کی تخصیص کی جائے اور ان کے مقاصد سے واقفیت بہم پہنچائی جائے۔"[۴]

عصر حاضر میں جیسا کہ لوگوں کے اخلاق و کردار میں واضح تبدیلی آ چکی ہے اور ان کے روزانہ کے معمول بھی بدل چکے ہیں اور علم اور حصول علم میں بھی اب زمانہ قدیم کے مقابلے میں واضح فرق پایا جاتا ہے اس لئے اکثریت اجتہاد کے قابل نہیں ہے اور وہ تقلید پر ہی انحصار کرتے ہیں۔ شاہ صاحبؒ "حجتہ اللہ البالغہ" میں فرماتے ہیں :

"تمام امت نے اور امت کے قابل اعتبار افراد نے ان مذاہب اربعہ جو کہ مدون ہو چکے ہیں ان کی تقلید کے جواز پر آج تک اجماع کیا ہے اور اس میں بہت سی مصلحتیں اور فوائد ہیں جو مخفی نہیں' بالخصوص موجودہ دور میں کم ہمتی اور سستی زیادہ ہے اور نفوس خواہش پرستی میں مستغرق ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی رائے پر مغرور ہو رہا ہے"[۵]

اختیارِ مذاہب میں شاہ ولی اللہؒ کے دلائل

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی خواہش اور پوری سعی اسی بات پر تھی کہ ان مذاہب اور مسالک میں تطبیق کی صورت پیدا ہو جائے۔ آپ نے تمام مذاہب کو یکساں قرار دیا۔ اور مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی تلقین کی۔ آپ نے اپنی مشہور کتاب "عِقد الجید" میں ایک مکمل باب لکھا ہے جس میں مذاہب اربعہ کے اختیار میں دلائل دیئے ہیں۔ ان دلائل کا خلاصہ یہ ہے :

دلیل اول : شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ وہ شریعت کی معرفت میں سلف پر اعتماد کرے' اس لئے اس معاملے میں تابعینؒ نے صحابہ کرامؓ اور تبع تابعینؒ نے تابعینؒ پر اعتماد کیا اور ان کے بعد یہی طریقہ قائم رہا کہ ہر طبقہ کے علماء اپنے سے سابق علماء پر اعتماد کرتے رہے۔ یہ طریقہ عقلاً پسندیدہ ہے' اس لئے کہ شریعت کی معرفت یا تو نقل کے ذریعے ہو سکتی ہے یا استنباط کے ذریعے۔ نقل کی صحیح صورت اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہر طبقہ اپنے ماقبل طبقہ سے متصل طور پر لے اور استنباط کے لئے ضروری ہے کہ متقدمین کے مذاہب معلوم ہوں تاکہ کسی موقع پر ان کے اقوال سے خروج کی بنا پر فرقِ

اجتماع لازم نہ آئے تاکہ اپنے قول کو انہی کے قول پر بنا کرے اور اس معاملے میں ان کے اقوال سے اعانت حاصل کر سکے۔ [۵]

دلیل دوم : دوسری دلیل بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب ؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اتبعوا السواد الاعظم" یعنی "سواد اعظم کی پیروی کرو۔"

چونکہ ان مذاہب اربعہ کے سوا تمام حق مذاہب فنا ہو چکے ہیں اس لئے انکا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہو گا۔ اور ان سے خروج سواد اعظم سے خروج ہو گا۔ [۶]

چنانچہ ضروری ہے کہ انہیں میں سے کسی مذہب کو اختیار کیا جائے۔

دلیل سوم : شاہ صاحب ؒ فرماتے ہیں کہ یہ زمانہ چونکہ عہد رسالت سے دُور ہے اور اس لئے امانتیں ضائع ہونے لگی ہیں تو یہ جائز نہیں کہ ظالم قاضیوں یا ان مفتیوں کے اقوال پر اعتماد کیا جائے جو اپنی خواہشات نفس کے غلام ہیں تاوقتیکہ وہ اپنی بات کو دلائل سلف میں سے کسی ایسے شخص کی طرف منسوب نہ کرے جو صدق و امانت و دیانت میں مشہور ہو چکا ہو اور اس کا قول محفوظ ہو' اور نہ اس شخص کے قول پہ اعتماد جائز ہے جس کے متعلق ہمیں معلوم ہو کہ وہ اجتہاد کی شرائط کا جامع نہیں۔ [۸]

شاہ صاحب ؒ کے ان خیالات و نظریات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذاہب اربعہ کو اختیار کیا جائے' مگر جب کوئی صحیح حدیث مستند حوالے سے مل جائے تو اس کو اختیار کیا جائے گا اور اس طرح آپ نے ان مذاہب کا اختلاف مٹانے کی کوشش کی اور چاہا کہ ان میں تطبیق پیدا کی جائے۔ مثلاً موطا کی شرح کرتے ہوئے آپ ؒ نے رفع الیدین' قراءت خلف الامام' آمین بالجہر اور ابل سائم کی زکوٰۃ کا مسئلہ وغیرہ میں تطبیق دینے کی کوشش کی۔ اگر آپ ؒ کے نظریات کو فروغ دیا جائے تو بہت سے مسلکی اختلافات و تعصبات کا خاتمہ آج بھی ممکن ہے۔

حوالہ جات

[۱] ولی اللہ شاہ' حجۃ اللہ البالغہ' (مترجم محمد منظور) شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور' ج ۱' ص ۳۴۳ تا ۳۵۵

۲۔ ولی اللہ شاہ 'فیوض الحرمین' (مترجم عابد الرحمٰن کاندھلوی) قرآن محل کراچی' ص ۶۴
۳۔ ولی اللہ شاہ 'تفہیمات الٰہیہ' مدینہ برقی پریس 'بجنور ۱۹۳۶ء' ج ۱' ص ۲۱۱
۴۔ ولی اللہ شاہ 'فیوض الحرمین' حوالہ مذکور' ص ۵۰
۵۔ ولی اللہ شاہ 'حجۃ اللہ البالغہ' حوالہ مذکور' ج ۱' ص ۱۵۴
۶۔ ولی اللہ شاہ 'عقید الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید' (مترجم ساجد الرحمٰن صدیقی) قرآن محل' کراچی' ص ۵۲
۷۔ ایضاً۔ ص ۵۶
۸۔ ایضاً۔ ص ۵۷

کون مسلمان ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت کا دعویٰ نہ ہو!
لیکن آپ اور آپ کے لائے ہوئے دین سے سچی محبت کے تقاضے کیا ہیں'
ہم میں اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں!

اس موضوع پر **ڈاکٹر اسرار احمد** کی نہایت جامع تالیف

حُبِّ رسُول ؐ اور اُس کے تقاضے

خود بھی مطالعہ کیجئے اور دوسروں تک بھی پہنچائیے!

صفحات ۳۲ • قیمت/۳ روپے

شائع کردہ
مکتبہ مرکزی انجمن خدّام القرآن، ۳۶۔کے ماڈل ٹاؤن، لاہور

پیش رفت

انجمن خدام القرآن فیصل آباد کا

چوتھا سالانہ اجلاس

—— مرسلہ : ڈاکٹر عبدالسمیع ——

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے صدر موسس اور انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے سرپرست محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے چوتھے سالانہ اجلاس میں شرکت کی غرض سے شام ۷ بجے فیصل آباد تشریف لائے۔ موصوف کے قیام کا اہتمام خیابان کالونی نمبرا میں انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے معتمد عمومی میاں محمد اسلم کے مکان پر کیا گیا تھا۔

خیابان کالونی نمبر۲ میں ۷ کنال ۱۰ مرلے پر مشتمل ایک قطعہ زمین دو مخیر خواتین نے انجمن خدام القرآن فیصل آباد کو ہبہ کیا ہے جہاں قرآن اکیڈمی کی تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے۔ شیخوپورہ سے فیصل آباد آتے ہوئے نہر رکھ برانچ کے ساتھ ساتھ فیصل آباد کی طرف سعید کالونی کے عقب میں یہ جگہ واقع ہے۔ فی الحال یہاں آبادی نہیں ہے بلکہ آس پاس لہلہاتے کھیت ہیں، لیکن توقع ہے کہ خیابان کالونی نمبر ایک کی طرح یہ جگہ بھی بہت جلد آباد ہو جائے گی۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق انجمن خدام القرآن فیصل آباد کا سالانہ اجلاس اسی قطعہ زمین پر منعقد کیا گیا جو اب قرآن اکیڈمی کے لئے وقف ہے۔ یہاں کھلی زمین پر شامیانے اور کرسیاں لگا کر اجلاس کا ماحول پیدا کیا گیا اور لوگوں کو اس میں شرکت کی عام دعوت دی گئی۔ شہر سے قرآن اکیڈمی تک آنے کے لئے ٹرانسپورٹ کا اگرچہ کوئی انتظام نہیں ہے لیکن اس کے باوجود تین سو کے قریب افراد کا یہاں پہنچ کر اس اجلاس میں شرکت کرنا نہایت حوصلہ افزا تھا۔ اس اعتبار سے یہ اجلاس ہماری توقع سے کہیں بڑھ کر کامیاب

رہا۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نو بجے اجتماع گاہ میں تشریف لے آئے تھے لیکن کورم پورا ہونے میں کچھ وقت لگا جس کے باعث نو بجکر چالیس منٹ پر اجلاس شروع ہو سکا۔ معتمد عمومی میاں محمد اسلم صاحب نے میزبان کی حیثیت سے سٹیج سیکریٹری کی ذمہ داری سنبھالی۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد معتمد عمومی نے گزشتہ اجلاس کی کارروائی پڑھ کر سنائی اور اس کارروائی کی توثیق ارکان انجمن خدام القرآن سے حاصل کی۔ اس کے بعد صدر انجمن خدام القرآن فیصل آباد ڈاکٹر عبدالسمیع کو دعوت خطاب دی گئی۔ ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے انجمن خدام القرآن فیصل آباد کا مختصر تعارف کروایا اور اس کے اغراض و مقاصد سے سامعین کو آگاہ کیا۔ قرآن اکیڈمی کے قیام کے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے کہا کہ اسکولوں اور کالجوں میں جدید طریق تعلیم رائج ہے جس میں بلیک بورڈ اور آڈیو اور ویڈیو وغیرہ سے مدد لی جاتی ہے جبکہ ہمارے دینی مدارس بالعموم ان جدید طریقوں سے ناآشنا ہیں۔ مدارس دینیہ سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے بعد کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ جدید انداز میں قدیم علم پڑھایا جائے اور مدرسہ اور اسکول کے درمیان حائل خلیج کو پاٹنے کی کوشش کی جائے۔

ڈاکٹر عبدالسمیع کے خطاب کے بعد محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو دعوت خطاب دی گئی۔ آپ نے تحریک رجوع الی القرآن کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی اور انجمن خدام القرآن کے پیش نظر جو کام ہے اسے نہایت جامعیت کے ساتھ بیان کیا۔ خطبہ مسنونہ' تلاوت اور دعائے ماثورہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ قرآن کے نام پر اب تک جو کام کثرت سے ہوئے ہیں' ان میں ناظرہ قرآن پڑھنا' تجوید سیکھنا سکھانا اور حفظ قرآن کا شعبہ قائم کرنا شامل ہے۔ یہ کام اس سے پہلے بھی ہوتے رہے ہیں اور آج بھی ہو رہے ہیں۔ یہ کام اپنی جگہ نہایت مبارک اور ضروری ہیں۔ دوسرا کام جو ہو رہا ہے وہ درس نظامی کی تعلیم کا ہے۔ تین سو برس قبل جب اسلامی نظام قائم تھا تو اس وقت ملا نظام الدین سیالوی صاحب کا مرتب کردہ یہ نصاب مدارس میں پڑھایا جا رہا تھا۔ اس وقت ضرورت ہوتی تھی قاضی اور مفتی حضرات کی اور یہ درس نظامی اس ضرورت کو پورا کرتا تھا' اس نصاب کی تکمیل کے بعد ہی